ہمارا اختلافِ رائے

ایک رات مدینہ کی ایک گلی میں دو دوست جا رہے تھے۔ ایک نے کہا عمرؓ نے خالدؓ کو معزول کر کے اچھا نہیں کیا۔ دوسرے نے کہا ہاں یہ اچھا نہیں کیا عمرؓ نے۔ ان دونوں کو معلوم نہ تھا کہ عمرؓ ان کے پیچھے آ رہے ہیں اور انہوں نے یہ باتیں سن لی ہیں۔ عمرؓ نے پوچھا تو تمہارا کیا خیال ہے۔ عمرؓ کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیے۔ (یہ حضرات عمرؓ کو پہچان نہ سکے)۔ کہنے لگے کیا مطلب؟ کیا سلوک کرنا؟ عمرؓ امیر المومنین ہیں۔ ان کا فیصلہ ہی درست ہے۔ اس بات پر عمرؓ ان کے سامنے آ گئے اور کہا۔ اللہ کا شکر ہے اس نے مجھے تم جیسے ساتھی دیئے۔

اسلامی معاشرے میں اختلافِ رائے کی اجازت ہی نہیں یہ پسندیدہ ہے اور اس کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ اختلافِ رائے کا وجود فطری امر ہے۔ اللہ تعالیٰ ~~[illegible]~~ کائنات کے آثار بیان کرتے ہوئے اختلاف کو نمایاں کرتے ہیں۔ دن رات، سورج چاند، خشکی، تری، زندگی و موت کی مثالیں جا بجا قرآن میں موجود دعوتِ فکر دیتی ہیں۔ اسی طرح قرآن کی سورتوں میں بھی جوڑے موجود ہیں جو ایک دوسرے کی ضد پر ہیں۔ سورۃ الفلق میں جادو سے متعلق بیان کیا گیا جبکہ سورۃ الناس میں اس کا توڑ بیان کیا۔ سورۃ التحریم میں میاں بیوی کی مثالی محبت کا بیان کہ اسکی وجہ سے اللہ کی حلال کردہ شئے کو حرام کر لیا جبکہ سورۃ الطلاق میں میاں بیوی کی ایسی ناچاقی جو کہ علیحدگی پر منتج ہو۔ اسی طرح کی کئی مثالیں اور جوڑے قرآن کی سورتوں کے موجود ہیں۔ پھر کائنات پہ غور کریں تو اختلاف نظر آتا ہے۔ مادہ کا سب سے چھوٹی اکائی ایٹم ہی کو لے لیں۔ اس کے مرکز میں مثبت چارج ہوتا ہے جبکہ مرکزے کے گرد گھومتے الیکٹرون (electrons) منفی چارج لئے ہوتے ہیں۔ اور اصل یہی ہے کہ کائنات کی ہر چیز اختلاف پہ قائم ہے لیکن یہ اختلاف ثبات کے لئے ہے۔ جیسے قرآن میں آیا کہ انسان کو قبیلوں میں تقسیم کیا گیا تاکہ تعارف ہو سکے۔ نہ کہ جنگ اس تقسیم کا مقصد بتایا۔

اختلافِ رائے کی اقسام

اختلافِ رائے مثبت بھی ہو سکتا ہے اور منفی بھی۔

1. منفی اختلافِ رائے

1. حق کے انکار کے لئے اختلافِ رائے جیسے کہ کفارِ مکہ نے کیا، یہود نے کیا۔ وہ جانتے تھے کہ محمدؐ کی دعوت حق کی دعوت ہے پر مانتے نہ تھے۔ اس کی بنیاد میں تکبر، حسد اور خود پسندی آ جاتی ہے۔

2۔ علم کا نہ ہونا اور حقائق کا مشاہدہ نہ کرنا بھی اختلاف رائے کا باعث بنتا ہے۔ پھر یہ بحث برائے بحث بنتا ہے۔ اس کی مثال ہمیں سورۃ کہف میں ملتی ہے۔ جب اصحاب کہف کا واقعہ بستی والوں پر کھلا اور اللہ نے ان کو دوبارہ موت دے دی تو وہاں کے لوگ اس بحث بعد الموت سے سبق لینے کی بجائے اس بحث میں پڑ گئے کہ ان پر کیسی عمارت تعمیر کریں۔

غیر ضروری اور غیر مفید بحث بھی اسی زمرے میں آئیں گی جیسے نمرود کا ابراہیمؑ سے مناظرہ۔ اسمیں بھی قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ ایسی صورت میں بحث سے گریز کریں۔ سورۃ البقرۃ میں حضرت ابراہیمؑ کا رویہ اور سورۃ کہف میں حضورؐ کو نصیحت یہی کی گئی۔ سورۃ الفرقان میں مومنین کی خصوصیت بتائی کہ شرافت سے مناظرے سے گریز کرتے گزرتے ہیں۔

3۔ بغاوت: اس اختلافِ رائے کی شدید ترین صورت بغاوت اور جنگ کی صورت میں سامنے آتی ہے جیسے حضرت عثمانؓ کی شہادت کا واقعہ۔

مثبت اختلاف رائے۔

1۔ رائج ترین طریقوں میں علم کی ترویج اور اسلامی قانون سازی کے لیئے اختلافِ رائے ہیں۔ رسولؐ کی محفلوں میں، صحابہ کرامؓ کی نشستوں میں اور بعد کے علماء کی محفلوں میں ہر جگہ ہمیں اختلافِ رائے کی عمدہ صورت نظر آتی ہے۔ قرآن اور سنت کے بعد اجماع کی جو حیثیت ہے اس سے ہم سب واقف ہیں۔ ایک عورت رسولؐ اللہ کی نصیحت سے اختلاف کرتی نظر آتی ہے جسکو کہا گیا کہ خاوند سے صلح کر لو لیکن اس نے ادب سے پوچھا یہ حکم ہے یا مشورہ۔ اسی طرح حضرت عمر بن عبدالعزیز کہا کرتے کہ اگر صحابہ کرامؓ میں کسی مسئلہ پر اتفاق ہوتا تو ہمیں خوشی نہ ہوتی البتہ اختلاف ہوتا تو ہم خوش ہوتے کہ کسی ایک کی رائے پر بھی عمل کیا تو یہ اصحابِ رسولؐ سے مطابقت ہوگی۔

* حضرت عمرؓ کا بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضورؐ اور ابوبکرؓ سے اختلاف ہوا۔ اللہ نے عمر کی رائے پر عمل کا حکم دیا۔

2۔ تنقید بھی اختلافِ رائے کا ایک طریقہ ہے۔

3۔ حاکم وقت سے اختلاف کو افضل جہاد کہا گیا ہے۔ فرعون کے دربار میں ایک درباری جو کہ اسلام لے آئے تھے اور ظاہر نہ کیا تھا، بہت عمدہ طریقہ سے فرعون سے اختلاف کرتے موسیٰؑ کو ان کے حال پر چھوڑ دینے کا کہتے ہیں جبکہ اپنی جان کا خطرہ بھی ظالم فرعون سے موجود ہے۔

4۔ بعض جگہ قرآن ہمیں انبیاء کا اللہ سے اختلاف کرنا بھی بتاتا ہے۔ فرشتے حکمِ الٰہی سے لوطؑ کی قوم پر عذاب کے لیئے اترتے ہیں تو ابراہیمؑ اپنے رب سے جھگڑتے ہیں۔ اسی طرح تخلیق آدم کے وقت فرشتے اللہ سے اختلاف کرتے ہیں کہ یہ تو فساد کرے گا۔ یہ سب ضد نہیں، استفسار اور حقیقت کا علم حاصل کرنے کے لیئے کیا گیا ہے۔ ورنہ اختلاف ابلیس نے بھی کیا۔

5۔ مسلمانوں کے معاملات کے لیئے شوریٰ کا قیام بھی آزادیٔ رائے اور اختلافِ رائے کا ہی مظہر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مومنین کی بہترین صفت قرار دیا ہے۔

اختلاف کی اخلاقیات : اختلافِ رائے کا سبب فہم میں فرق ہونا چاہیے، اطاعتِ حق میں نہیں۔ چونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ اختلاف ہمارا حق ہے۔ کبھی کبھی ہمارا رویہ بے توازن ہو جاتا ہے۔ اس کے لیے ہمارا دین ہمیں اس کی اخلاقیات سکھاتا ہے مثلاً

۱- اللہ کو شاہد جانیں، اس سے معاملہ کا درست فہم اور اچھے فیصلے، اچھی بات کی دعا کریں۔ اپنے آپ کو چیک کریں کہ اخلاص اور خیر خواہی سے اختلافِ رائے کر رہے ہوں

2- یہ نہ سوچیں کہ میں اخلاق و تقویٰ کے اعلیٰ ترین درجہ پر ہوں اور سامنے والا لازماً غلط ہے۔ اپنی رائے کے درست ہونے کے یقین کے ساتھ یہ امکان بھی رکھیں کہ ہو سکتا ہے میں غلط ہوں اور مخاطب کی رائے کو سنتے ہوئے یہ امکان سامنے رہے کہ ہو سکتا ہے وہ زیادہ صائب رائے رکھتا ہو۔

3- بلا تحقیق بات نہ کریں اور جس بات پر مشورہ/اختلاف ہو رہا ہو وہ سامنے رہے، مخاطب کی ذات، عمل، ایمان اور نیت پہ شک نہ کریں۔ لعنت و ملامت سے گریز کریں۔

۴- دوسروں کی بات توجہ سے سنیں، سمجھیں اور ہمیشہ یہ سوچیں کہ یہ مخلص ہے۔

5- زبان اور لہجہ، رویہ بہت نرم اور شائستہ رکھیں۔

6- اگر آپ سے اختلاف ہو تو بھی تحمل سے سنیں اور اللہ کا شکر ادا کریں کہ اصلاح کرنے والے ساتھی موجود ہیں۔ صبر، نرمی، مدارات، رواداری سے کام لیں۔ ایذا و رسانی پر تحمل کا معاملہ ہو۔

7- اگر ایک نشست میں معاملہ گرم ہو، جواب در جواب کا سلسلہ چلے تو معاملہ ملتوی کر دیں، ٹھنڈے دل سے غور کریں اور اللہ سے مدد کی دعا بہت کریں۔

8- استخارہ کی دعا مانگتے رہیں۔

۹- معاملہ طے ہو جائے، مشورہ ہو چکے اور فیصلہ متفقہ طور سے آئے تو اس پر دل کو مطمئن کر کے خوش ہو جائیں اور شرح صدر کے ساتھ مل کر کام کریں۔

۱۰- اللہ کا شکر ادا کریں

اختلاف کے قواعد: علمائے اسلام نے چند قواعد بیان کیے ہیں

۱- قرآن، سنتِ رسول ﷺ اور اجماع کا علم ہونا چاہیے۔

۲- مشترک معاملات کو مشورہ سے طے کرنا چاہیے

۳- انسان عقلِ کل نہیں اور غلطی کی گنجائش ہر فرد میں ہوتی ہے لہذا ذمہ داری سے مشورہ دیں

۴- اختلاف رائے علم، ایمان اور ضمیر کے مطابق ہو۔ بے جا نہ ہو۔

۵- مطلق العنان اللہ کی ذات ہے۔ انسان اس کا پابند ہے۔ باہمی گفتگو مکمل آزادی رائے کے سا

علم والے جب اختلاف کرتے ہیں تو غور و فکر کے دروازے کھلتے ہیں اور دلائل کے انبار لگتے ہیں جبکہ جاہل جب اختلاف کرتے ہیں تو بحث و تکرار کے در وا ہوتے ہیں اور گالیوں کے ڈھیر لگتے ہیں۔

چنانچہ بقول ادیبا مقبول جان: آؤ کہ اختلاف پہ اتفاق کر لیں